حضور کی ایک رؤیا کا ذکر ۔ تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے

نشانات دیکھ کر قومیں ایمان نہیں لاتیں ۔ مکذبین کو انتباہ

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۲ / اگست ۱۹۸۸ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے درج ذیل آیات تلاوت کیں:

وَمَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ۝١٢
كَذَٰلِكَ نَسْلُكُهُ فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ ۝١٣
لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ ۝١٤ وَلَوْ
فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَاءِ فَظَلُّوا فِيهِ يَعْرُجُونَ ۝١٥
لَقَالُوا إِنَّمَا سُكِّرَتْ أَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُورُونَ ۝١٦

(الحجر: ۱۲-۱۶)

پھر فرمایا:۔

سورۃ الحجر سے یہ چند آیات جو میں نے آج کے جمعہ کے لیے منتخب کی ہیں ان کا ترجمہ یہ ہے کہ کبھی بھی ایسا نہیں ہوا کہ اُن کے پاس کوئی رسول آئے اور وہ اُس سے استہزاء کا سلوک نہ کریں یا جب بھی کبھی اُن کے پاس کوئی رسول آتا ہے ۔ وہ اس کے سوا کچھ نہیں کرتے کہ اُس سے تمسخر کرتے ہیں اور استہزاء کا سلوک کرتے ہیں۔ كَذَٰلِكَ نَسْلُكُهُ فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ اسی طرح ہم مجرموں کے

دل میں یہ عادت داخل کر دیتے ہیں۔یعنی اُن کے مزاج میں، اُن کی عادات میں فطرت ثانیہ کی طرح یہ کجی داخل ہو جاتی ہے کہ جب بھی خدا کی طرف سے کوئی آئے اُس کے ساتھ استہزاء کا سلوک کرنا ہے لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ وہ ایمان نہیں لاتے۔ بھیجے ہوئے پر ایمان نہیں لاتے اور اُن کے لیے اور اس سے پہلے لوگوں کی سنت اور اُن کی تاریخ ایک نمونہ بن جاتی ہے یعنی اُس نمونے کے پیچھے چلنے والے ہیں۔گویا وہی لوگ ہیں جو گزشتہ زمانوں میں اسی قسم کی حرکتیں کر چکے ہیں اور اب دوبارہ ظاہر ہوئے ہیں۔تو اپنے سے پہلوں کی سنت پر عمل کرنے والے یہ لوگ ہیں اور اُس کے مقابل پر خدا کی بھی ایک سنّت ہے۔اُس کا بھی یہیں ذکر ہے فرمایا قَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ حالانکہ یہ نہیں دیکھتے کہ اس سے پہلے اسی قسم کے لوگوں کے ساتھ خدا کی کیا سنّت جاری ہوئی تھی اور ان دونوں سنتوں میں آپ کوئی تبدیلی نہیں دیکھیں گے۔ نہ ان بدکردار لوگوں کی سنّت میں تبدیلی دیکھیں گے جن کو خدا تعالیٰ نے اُن کے جرموں کی وجہ سے ایک غلط طرز عمل اختیار کرنے پر پابند فرما دیا ہے۔اُن کے دلوں میں جاگزین کر دی ہے یہ بات کہ تم اس لائق نہیں ہو کہ سچوں کو قبول کرو اس لیے تم جس حد تک تم سے ممکن ہے کج روی اختیار کرو۔دوسری طرف سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ سے مراد وہ سنّت ہے جو اوّلین کے بارے میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوتی رہی ہے۔جو اُن کے ساتھ خدا کا سلوک ہوتا رہا ہے۔وہ اُن کی سنّت بن گیا یعنی پہلے انکار کی سنّت اور پھر ہلاکت اور تباہی کی سنّت وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جن کے اوپر اگر ہم آسمان سے دروازے بھی کھول لیں۔ایسے دروازے جن پر یہ چڑھ سکیں اور خود آسمان کی بلندیوں پر جا کر سچائی کا مشاہدہ کریں اور نشانات کو دیکھ لیں لَقَالُوْۤا اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا وہ یہ سب کچھ دیکھنے کے بعد یہ کہیں گے کہ ہماری آنکھیں مدہوش ہوگئی ہیں، ہماری آنکھوں کو نشہ چڑھ گیا ہے بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ ہم تو ایسی قوم ہیں جس پر جادو کر دیا گیا ہے۔ان آیات میں دو مضامین بیان ہوئے ہیں۔اگرچہ تسلسل ہے مضمون کا، لیکن اس مضمون کو دو حصوں میں بیان فرمایا گیا ہے۔پہلا یہ کہ خدا تعالیٰ کی یہ سنّت ہے، خدا تعالیٰ کی یہ تقدیر ہے کہ بعض لوگ لازماً اس کے بندوں سے اُس کے بھیجے ہوؤں سے استہزاء کا سلوک کرتے ہیں اور اُن کا یہ رویہ اُن کا مقدر بنا دیا جاتا ہے۔ان کے دلوں میں یہ بات داخل کر دینے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اُس سے ٹل نہیں سکتے، اُن کے مقدر میں یہ

بات لکھی جاتی ہے۔ پہلا سوال تو یہ ہے کہ اگر خدا تعالیٰ خود انبیاء کے منکرین کو استہزاء کا طریق سکھاتا ہے اور اُن کے دلوں میں یہ بات جما دیتا ہے، نقش کر دیتا ہے کہ تمہیں بہر حال میرے بھیجے ہوؤں سے مذاق کرنا ہے اور استہزاء اور تمسخر کا سلوک کرنا ہے تو اُن کا پھر کیا قصور۔ لیکن اس سوال کا جواب اسی آیت میں اس کے آخری حصے بیان میں فرما دیا گیا فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ہم یہ نصیبہ مجرموں کا بناتے ہیں۔ اس سے ایک بات خوب کھل گئی کہ جب خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو بھیجا کرتا ہے بنی نوع انسان کی اصلاح کے لیے تو دراصل وہ قوم مجموعی بحیثیت قوم مجرم ہو چکی ہوتی ہے۔ اُس میں اچھے لوگ بھی ہوتے ہیں، استثناء بھی موجود ہوتے ہیں لیکن ایک بھاری تعداد اُس قوم میں جرم کرنے والوں کی ہوتی ہے۔

پس دراصل جرم کی سزا میں صداقت سے محرومی بھی شامل ہے۔ پس خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی ظلم نہیں ہوتا کہ ان لوگوں کو صداقت پہچاننے سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ فرمایا وہ مجرم ہیں اور اس قسم کے مجرم ہیں کہ اُس جرم سے باز آنے والے نہیں۔ ایسے لوگوں کی سزا یہ ہے کہ وہ صداقت سے محروم کر دیئے جاتے ہیں۔ پس اسی وجہ سے وہ صداقت سے محروم نہیں ہوتے کہ خدا تعالیٰ نے ان کے دل پر نقش کر دیا ہے کہ تم لازماً صداقت کا انکار کرو گے بلکہ جرم کے نتیجے میں یہ اُن کو سزا ملتی ہے۔ چنانچہ اس مضمون کو خوب کھول دیا لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وہ کبھی بھی اُس خدا کے بھیجے ہوئے پر ایمان نہیں لائیں گے وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ اور ان سے پہلے ایسے لوگوں کی سنت گزر چکی ہے۔ جو کسی صورت بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مرسلین اور اُس کے پیغمبروں پر ایمان نہیں لائے اور اسی حالت میں وہ ہلاک ہو گئے۔ دوسرا پہلو وَ لَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ میں یہ مضمون بیان فرمایا گیا ہے کہ ان کا انکار اس وجہ سے نہیں کہ ان کو کوئی نشان نہیں دکھایا جاتا۔ لیکن اس مضمون کے اس حصے کو میں بعد میں بیان کروں گا۔ پہلے اس پہلے حصے سے متعلق کچھ مزید باتیں میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا سنت میں دو پہلو ہیں۔ پہلوں کی سنت کیا ہے۔ وہ جو خود کرتے رہے تحقیر اور استہزاء اور تمسخر۔ یہ ایک ان کی سنت ہے اور ایک سنت وہ ہے جو خدا نے اُن پر جاری فرمائی اور وہ اُن کا بدانجام ہے۔

اس سے متعلق قرآن کریم میں متعدد آیات ہیں جو اس مضمون کو مختلف رنگ میں کھول کھول کر بیان فرما رہی ہیں جیسا کہ فرمایا قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ وہی لفظ سنت ہے جس کی جمع

استعمال فرمائی گئی یہاں۔فرمایا قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ سُنَنٌ ۙ فَسِيۡرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ فَانۡظُرُوۡا كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الۡمُكَذِّبِيۡنَ۝ (آل عمران:۱۳۸) اس سے پہلے تم سے پہلے لوگوں کی سنّت تمہارے سامنے گزر چکی ہے اور اس سنّت کا ایک حصہ یعنی اُن کی کج روی ،اُن کی بغاوت،اُن کا طغیٰ یہ سب چیزیں تم پر روشن ہیں لیکن تم زمین پر پھر کے خوب سیر کر کے دیکھو تو سہی کہ اُن کی عاقبت کیسے ہوئی تھی۔ان جھٹلانے والوں کا انجام کیا تھا۔پس سنّت میں یہ دونوں باتیں داخل ہیں اُن کی بداعمالی، اُن کا انکار اور پھر اُن کا انجام۔چنانچہ سُنن کے تابع ان دونوں مضامین کو قرآنِ کریم میں یہاں اکٹھا بیان فرما دیا ہے پھر الانعام آیت ۱۲ میں فرمایا قُلۡ سِيۡرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ ثُمَّ انۡظُرُوۡا كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الۡمُكَذِّبِيۡنَ۝ (الانعام:۱۲) اے محمد ﷺ مخاطب حضور اکرمؐ ہیں۔محمد کا نام تو ظاہر نہیں فرمایا گیا لیکن مراد یہی ہے کہ اے میرے رسول تو اُن سے کہہ دے، ان کو پیغام پہنچا دے سِيۡرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ وہ خوب زمین میں سیر کریں اور پھر کر سیاحت کر کے پرانی قوموں کے انجام کا مشاہدہ کریں ثُمَّ انۡظُرُوۡا كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الۡمُكَذِّبِيۡنَ پھر یہ دیکھیں سمجھیں کہ اس سے پہلے تکذیب کرنیوالے جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا تھا پھر فرمایا:

وَلَقَدۡ بَعَثۡنَا فِىۡ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوۡلًا اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ وَاجۡتَنِبُوا الطَّاغُوۡتَ‌ۚ فَمِنۡهُمۡ مَّنۡ هَدَى اللّٰهُ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ حَقَّتۡ عَلَيۡهِ الضَّلٰلَةُ‌ ؕ فَسِيۡرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ فَانۡظُرُوۡا كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الۡمُكَذِّبِيۡنَ۝ (النحل:۳۷)

کہ ہم نے ہر امت میں رسول مبعوث فرمائے تھے اور ان کو یہ پیغام دیا تھا اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ وَاجۡتَنِبُوا الطَّاغُوۡتَ‌ۚ کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے اجتناب کرو۔یعنی شیطانی طاقتوں سے الگ رہو فَمِنۡهُمۡ مَّنۡ هَدَى اللّٰهُ اُن میں سے بعض وہ تھے جن کو خدا نے ہدایت عطا فرمائی وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ حَقَّتۡ عَلَيۡهِ الضَّلٰلَةُ ایسے بھی تھے اُن میں جن پر گمراہی مقدر کر دی گئی جن کا مقدر ہوگئی گمراہی۔حَقَّتۡ کا مطلب ہے لازم ہوگئی۔ایسی

تقدیر بن گئی جسے ٹالا نہیں جاسکتا۔ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝۳۷ پس خوب زمین میں پھر کے سیاحت کر کے دیکھو اور دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہے یا کیا انجام تھا۔ پھر سورۂ طور میں آیات ۱۲ اور ۱۳ میں بیان فرمایا فَوَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝۱۲ پس آج کے دن ہلاکت ہے سب جھٹلانے والوں کے لیے الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ خَوْضٍ يَّلْعَبُوْنَ ۝۱۳ (الطّور: ۱۲-۱۳) وہ جو اپنی سرکشی اور گمراہی میں بھٹک رہے ہیں۔

اس مضمون کو بیان کرنے کے لیے آج میری توجہ ایک رؤیا کے ذریعہ مبذول کراوئی گئی ہے۔ رات میں نے رؤیا میں دیکھا کہ کچھ انگریز احمدی بیٹھے ہوئے ہیں اور ان میں سے ایک مجھ سے سوال کرتا ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کسی تحریر کا جو آپ نے ترجمہ کیا ہے وہ مجھے درست معلوم نہیں ہوتا اور وہ ترجمہ یہ بیان کرتا ہے۔ انگریزی کا ایک محاورہ ہے History repeats itself کہ تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے۔ اُس ترجمے میں اس محاورے کا پہلا حصہ استعمال کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دوسرا نتیجہ نکالا ہوا ہے۔ اردو میں بھی یہی ہے اور ترجمہ میں بھی یہی ہے کہ (اُن کے الفاظ اس قسم کے ہیں) تاریخ اپنے آپ کو ضرور دہراتی ہے اور خدا تعالیٰ مجرموں کو ضرور سزا دیتا ہے۔ چنانچہ اس کا خواب میں مجھ پر یہ اثر ہے کہ میں نے ترجمہ کیا ہے کہ History repeats itself اور آگے مجھے یاد نہیں کہ الفاظ کیا تھے لیکن Punishment کے لفظ تھے یا کوئی اور لفظ تھے لیکن مضمون یہی تھا۔ اس لیے چونکہ خواب کے انگریزی الفاظ یاد نہیں میں اس کو چھوڑتا ہوں لیکن بعینہٖ اس مضمون کو میں نے انگریزی میں بیان کیا یعنی اُس کے نزدیک میری تحریر میں یہ بات تھی۔ وہ کہتا تھا History repeats کا یہ مطلب تو نہیں ہے۔ یعنی اعتراض یہ تھا کہ تم نے History repeats کا دوسرا معنی کر دیا ہے حالانکہ اس کا یہ مطلب تو نہیں ہے۔ کچھ دوسرے انگریز احمدی ہیں وہ میری تائید میں بولتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں نہیں بالکل صحیح ہے، اس موقع پر یہی محاورہ استعمال ہونا چاہئے تھا۔ پھر میں اُس کو سمجھاتا ہوں اور میں اُسے کہتا ہوں دیکھو تم لوگوں کا جو دنیاوی محاورہ ہے وہ درحقیقت ایک سطحی بات تھی۔ اُس میں فی الحقیقت کوئی بھی ٹھوس مضمون بیان نہیں ہوا بلکہ اس کے نتیجے میں ابہام پیدا کر دیا گیا ہے۔ بہت سے لوگ اس محاورہ کو سنتے ہیں تو یہ سمجھتے ہیں کہ گویا تاریخ بعینہٖ دوبارہ اپنے آپ کو دہراتی چلی جاتی ہے کوئی نئے نقوش دنیا

میں ظاہر ہی نہیں ہوتے۔ ہمیشہ وہی چکر ہے جو اپنے آپ کو دوبارہ ظاہر کرتا چلا جاتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس محاورے میں جان ڈال دی ہے یہ متوجہ فرما کر کہ تاریخ اس طرح دہرایا کرتی ہے کہ خدا کی کچھ سنتیں ہیں جن میں تم کوئی تبدیلی نہیں دیکھو گے اور بد کرداروں اور مجرموں کے حق میں وہ سنتیں اس طرح ظاہر ہوا کرتی ہیں۔اس لیے اس History کو تم کبھی بھی تبدیلی نہیں کر سکتے یہ بہر حال اپنے آپ کو دہرائے گی۔تو میں دیکھتا ہوں وہ جو تائید میں بولنے والے تھے ان کے چہرے بشاشت میں کھلکھلا اٹھتے ہیں کہ ہاں اب سمجھ آئی کہ یہ مضمون کیا ہے اور جن کی طرف جو ایک صاحب اعتراض کر رہے تھے ان کے اندر بھی اعتراض میں گستاخی نہیں تھی بلکہ ایک پوچھنے کا رنگ تھا۔اُن کے چہرے پر اُس طرح بشاشت تو نہیں آئی لیکن یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بات سمجھ گئے ہیں۔

اس رؤیا سے مجھے خیال آیا کہ اس مضمون کے متعلق میں آج آپ کے سامنے کچھ بیان کروں اور آپ کو دعا کی طرف متوجہ کروں کیونکہ یہ بہت انذاری رؤیا ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ جس قوم کو آج ہم مخاطب کر رہے ہیں، جس کو ہم نے مباہلے کی دعوت دی ہے بدقسمتی سے اُن کے مقدر میں خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا دن دیکھنا ہے ورنہ اللہ تعالیٰ اس طرح میرے ذریعے پیغام نہ دیتا History repeats itself اس میں کوئی تبدیلی نہیں دیکھو گے، مجرموں کو خدا ضرور سزا دے گا۔اس لیے وہ آیات جو میں نے آپ کے سامنے پڑھ کر سنائی ہیں یہ وہی تاریخ ہے جو دہرائی جا رہی ہے جس کا ذکر خدا تعالیٰ قرآن کریم میں بار بار ذکر فرماتا ہے فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ اور تم خوب دنیا میں سیاحت کرو اور گھوم پھر کے دیکھو تم دیکھو گے کہ مکذبین کی عاقبت اُن کا انجام بہت برا ہے۔ كَيْفَ میں یہ نہیں فرمایا کہ برا ہے مگر جب ایک چیز بہت ہی زیادہ درجے تک پہنچ جائے تو وہاں یہ کہنے کی ضرورت نہیں پڑا کرتی کے برا ہے یا اچھا ہے۔لفظ كَيْفَ ہی بتا دیتا ہے کہ دیکھو دیکھو کیسا اُن کا انجام ہے۔ پس جب بدی حد کو پہنچ جائے تو اس کے لیے لفظ كَيْفَ ہی استعمال ہوگا اور جب کوئی خوبی حد کو پہنچ تو اُس کے لیے بھی لفظ كَيْفَ ہی استعمال ہو گا لیکن دوسری آیت جو الطّور کی ہے اُس میں اس مضمون کو اور بھی کھول دیا۔ بیان فرمایا: فَوَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ہلاکت ہے اس دن اُن لوگوں کے لیے جنہوں نے تکذیب کی راہ اختیار کی ہے۔

ان آیات پر غور کرتے ہوئے انسان کا ذہن اس طرف بھی منتقل ہوتا ہے کہ سارے قرآن میں کہیں مومنین کے لیے ہلاکت کا ذکر نہیں آیا خواہ وہ غلط ہی ایمان لانے والے ہوں۔ ڈرایا گیا ہے مکذبین کو اُن کی تکذیب سے اور کہیں یہ نہیں فرمایا گیا کہ دیکھو غلطی سے فلاں لوگ ایمان لے آئے تھے ہم نے اُن کو ہلاک کر دیا ہے۔ غلطی سے وہ لوگ ایک جھوٹے کو سچا سمجھ بیٹھے تھے ہم نے اُن کو تباہ کر دیا ہے۔ سارے قرآن میں ایک بھی ایسی مثال نہیں ملتی کہ جس میں خدا تعالیٰ نے اس صورت حال سے متنبہ فرمایا ہو کہ دیکھو فلاں قوم نے غلطی سے ایک ایسے شخص کو قبول کر لیا تھا جس کو میں نے نہیں بھیجا تھا اور دیکھو وہ کس طرح ہلاک کئے گئے اور کس طرح تباہ کئے گئے۔ یہ خدا تعالیٰ کی رحمت اور اس کی شان ہے ایمان لانے والا اگر سچے دل سے ایمان لاتا ہے۔ تو اس کے لیے کوئی خوف نہیں کوئی اور کوئی ہلاکت نہیں۔ لیکن تکذیب کرنے والے کے لیے ہلاکتیں ہیں اور متعدد بار ان ہلاکتوں کا قرآنِ کریم میں اس طرح کھول کھول کر ذکر فرمایا گیا ہے کہ کسی پر یہ مضمون مشتبہ نہیں رہنا چاہئے۔

پس اس موقع پر جبکہ مباہلہ کی دعوت غیروں کو دی گئی ہے اس وجہ سے خصوصیت سے کہ یہ استہزا میں بڑھ رہے ہیں اور اپنے گزشتہ کردار میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں کر رہے۔ استہزا میں بھی بڑھ رہے ہیں، ظلم میں بھی بڑھ رہے ہیں اور حکومت کا جہاں تک تعلق ہے وہ معصوم احمدیوں پر قانونی حربے استعمال کر کے طرح طرح کے ستم ڈھا رہی ہے اور آپ کو یاد ہوگا کہ میں نے آغاز ہی میں حکومت کو متنبہ کیا تھا کہ **آپ اگر اپنی شان کے خلاف بھی سمجھتے ہوں چیلنج کو قبول کرنا اگر آپ زیادتیوں سے باز نہ آئے اور ظلم وستم کی یہ راہ نہ چھوڑی تو جہاں تک میں سمجھتا ہوں خدا کی تقدیر اسے مباہلہ کا چیلنج قبول کرنے کے مترادف بنائے گی اور آپ سزا سے بچ نہیں سکیں گے۔** تو یہ حالات جس طرف اشارہ کر رہے تھے وہاں تک ہمارے ظن کا تعلق تھا۔ اندازہ ہو رہا تھا کہ بہت سے ایسے مکذبین ہیں جو شرارت سے باز نہیں آ رہے بلکہ تمسخر اور استہزا میں اور ظلم وستم میں بڑھ رہے ہیں۔ چنانچہ سارے پاکستان میں بار بار یہ کوشش کی گئی ہے علماء کی طرف سے کہ اس مباہلے کو ابتہال کی بجائے اشتعال کا ذریعہ بنایا جائے اور کثرت کے ساتھ احمدیوں کے خلاف عوام الناس کے جذبات مشتعل کر کے اُنھیں ان کو مارنے پیٹنے، قتل کرنے، لوٹنے اور ان کے گھر جلانے پر آمادہ کیا جائے۔ وہ سمجھتے ہیں اس طرح ہم ایک اپنی تقدیر ظاہر کریں گے۔ جہاں تک خدا تعالیٰ کی تائید کا تعلق ہے کوئی اُن کے بیانات

میں آپ کو ایسا یقینی اظہار نہیں ملے گا کہ دیکھو خدا ہمارے ساتھ ہے، مباہلہ کر کے یہ لوگ خود تباہ ہو چکے ہیں آپ دیکھیں گے کہ خدا کی تقدیر ان کو مٹا دے گی۔ کہیں کوئی اظہار نہیں ملے گا۔ اس کے برعکس یہ اعلان آپ کو ملیں گے کہ کچھ بھی نہیں ہونا۔ یعنی مباہلہ تو ہے لیکن کچھ بھی نہیں ہونا آپ دیکھ لینا۔ اب یہ سچے کے منہ کی بات نہیں ہے۔ اگر کوئی خدا پر ایمان لاتا ہے اور مباہلے کے مضمون سے واقف ہے اور اُس پر یقین رکھتا ہے۔ تو اس کو یہ اعلان کرنا چاہئے کہ لو دیکھو دشمن خود اپنے دام میں آ گیا ہے۔ جب اعلان کر دیا ہے اس نے کہ اے خدا! جھوٹے پہ لعنت ہو تو خود اپنی اس بددعا کی زد سے بچ نہیں سکے گا اور تم دیکھنا کہ جو کچھ ہم نہیں کر سکے تھے اس دشمن کے خلاف اب خدا کی تقدیر ظاہر کرے گی۔ یہ ایک مومن کا ردّعمل ہونا چاہئے لیکن وہ جس کو خدا کی تقدیر پر خدا کی قدرتوں پر ایمان ہی نہ ہو اور وہ مذہب کو کھیل بنا رہا ہو اُس کا ردعمل بالکل وہی ہونا چاہئے جو ہمارے مخالفین کا ہے کہ مباہلہ تو خیر چھوڑو یہ تو فضول باتیں ہیں کچھ بھی نہیں ہونا۔ کہاں خدا ان باتوں کو سن کر قوموں کے خلاف حرکت میں آیا کرتا ہے۔ کہاں وہ جھوٹوں کو سزا دیا کرتا ہے یہ سب قصے ہیں۔ ہاں ہم اپنے ہاتھوں سے ان کو سزا دے سکتے ہیں اور ہم ان کو بتائیں گے کہ خدا کون ہے۔ چنانچہ اس عزم کے ساتھ وہ اُٹھے ہیں کہ دنیا سے خدا کی خدائی کی بجائے اپنی خدائی منوائیں اور یہ بتائیں کہ ہم میں طاقت ہے ان کو مٹانے کی۔ یہ مباہلہ کیا لیے پھرتے ہیں کس خدا کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ اُس خدا نے تو کچھ نہیں کرنا یہ تو اعلان کر چکے ہیں بار بار۔ ہاں ہم کچھ کر کے دکھائیں گے اور یہی انہوں نے مباہلے کا مطلب سمجھا ہے۔ اس لیے اگر چہ بارہا کثرت کے ساتھ احمدیوں کی تکلیفوں کی خبریں مل رہی ہیں۔ لیکن مجھے کامل یقین ہے کہ یہ مقابلہ خدا سے ہے ان لوگوں کا اور اس میں جماعت احمدیہ نہ کچھ کر سکتی ہے نہ اُس کے کرنے کا کوئی محل اور مقام ہے، صرف انتظار ہے۔ **خدا کی تقدیر لازمًا ان کو پکڑے گی اور لازمًا ان کو سزا دے گی جو ان شرارتوں سے باز نہیں آئیں گے** کیونکہ وہ معصوم احمدی جن کو اب سزا دی جا رہی ہے اُن کو صرف اس جرم کی سزا دی جا رہی ہے کہ ہم خدا کی طرف اپنے مقدمے کو لے جاتے ہیں۔ یہ اعلان انہوں نے کیا تھا۔ اس لیے کوئی دنیا کا قانون اس میں ٹوٹتا ہی نہیں۔ پہلے تو ان کے پاس بہانے تھے قانون توڑنے کے اس موقع پر تو کوئی بھی بہانہ نہیں رہا۔ کھلم کھلا خدا تعالیٰ سے ٹکر ہے اور یہ بتایا جا رہا ہے کہ تمہیں یہ بھی اجازت نہیں کہ تم خدا کی عدالت تک پہنچو اگر ایسا کرو گے تو ہم تمہیں سزا دیں گے۔

پس یہ حالات دیکھنے کے بعد دل خوفزدہ ہوتا تھا اور انسان طبعاً یہ نتائج نکالتا تھا کہ ممکن ہے یعنی اس بات کا احتمال ہے کہ اللہ تعالیٰ اس قوم کے مجرمین اور ان کا ساتھ دینے والوں کو سخت سزا دے گا لیکن رات کے رؤیا نے میرا دل ہلا دیا ہے کیونکہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ سزا ایک قسم کا مقدر بن گئی ہے اور لازماً ان میں سے ایک طبقہ میں اب بھی یہی کہتا ہوں کہ سب نہیں ان میں سے ایک طبقہ عبرت کا نشان بنے گا لیکن دوسرا مضمون ان آیات میں جو بیان فرمایا گیا ہے وہ یہ ہے کہ نشان کے باوجود ضروری نہیں کہ یہ لوگ ایمان لے آئیں۔ میں نے گزشتہ خطبے میں یہ دعا کی تحریک کی تھی کہ دعا کریں کہ ایسا نشان ظاہر ہو۔ جس کے نتیجے میں ساری قوم ایمان لے آئے لیکن ان آیات میں مجھے میری غلطی کی طرف متوجہ فرمایا انسانی سوچ بہر حال ناقص سوچ ہے۔ کلام الٰہی میں اس مضمون پر روشنی ڈالی اور یہ بتایا نشانات کے دیکھ کر قومیں ایمان نہیں لایا کرتی۔ چنانچہ فرمایا لَا يُؤْمِنُوْنَ نہیں ایمان لائیں گے اور پہلوں کی سنت پر چلیں گے جو اس سے پہلے گزر چکے ہیں۔ ان لوگوں نے جو سلوک اختیار کیا وہی یہ اختیار کریں گے، اُن لوگوں کے ساتھ خدا نے جو سلوک اختیار کیا وہی خدا تعالیٰ اختیار کرے گا۔ وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ اگر ہم آسمان پر ان کے لیے دروازے کھول دیں۔ یا ایک بہت عظیم الشان دروازہ کھول دیں (باباً واحد کا صیغہ ہے) اور اُس دروازہ پر یہ چڑھ کر آسمانی باتوں پر اطلاع بھی پا سکیں۔ اس سے بڑا اور کیا نشان ہوسکتا ہے فرمایا: اُس وقت یہ دیکھنے کے باوجود یہ کہیں گے لَقَالُوْٓا اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا ہماری آنکھیں تو مدہوش ہو چکی ہیں۔ ہم جو کچھ دیکھ رہے ہیں یہ درست نہیں، آنکھوں پہ جادو کر دیا گیا ہے بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ اور دیکھو ہم پر اور ساری قوم پر جادو کر دیا گیا ہے اب یہ تعجب کی بات ہے صرف تعجب کی بات نہیں بلکہ ایک تنبیہ کی بات ہے کہ بعینہ یہ بات بہت سے علماء نے اسلم قریشی کی بازیابی کے اوپر بیان کی ہے انہیں الفاظ میں کہ احمدیوں نے پولیس کی آنکھوں پر جادو کیا احمدیوں نے اسلم قریشی کو مسمرائز کروایا پولیس سے اور یہ سب کچھ جادو کا قصہ ہے حقیقت نہیں ہے۔ سنۃ الاولین کس طرح دہرائی جاتی ہے حیرت ہے خدا تعالیٰ کے کلام کی عظمت کو دیکھیں اور اس کی سچائی کا مشاہدہ کریں دل عش عش کرنے لگتا ہے۔ قدیم زمانیں کی باتیں ہیں جن کے متعلق آدمی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اس زمانے میں دہرائی جائیں گی لیکن خدا کا کلام کہہ رہا تھا کہ ضرور دہرائی جائیں گی اور دہرائی گئیں آپ کی آنکھوں کے سامنے دہرائی گئی ہیں۔ پس کوئی نشان بھی یہ طاقت نہیں رکھتا کہ کسی قوم کو ایمان لانے پر

مجبور کردے یا ایمان لانے پر آمادہ کردے۔ ایمان خدا کے فضل سے تعلق رکھتا ہے، ایمان کا لانا خدا کے فضل سے تعلق رکھتا ہے۔ پس وہی لوگ ایمان لاتے ہیں جن پر خدا تعالیٰ فضل فرمائے۔ چنانچہ اب آپ یہ دیکھیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات جو بیان کئے جاتے ہیں اور وہ جیسے سمجھے جاتے ہیں ایسے حیرت انگیز معجزات ہیں جیسا کہ عیسائی سمجھتے ہیں یا بعض مسلمان قرآن کریم کی آیات کی روشنی میں ایک تصور باندھے ہوئے ہیں کہ وہ معجزات یہ تھے۔ اگر سو فیصد وہی تھے تو پھر دیکھیں کہ صدیوں کے مردے زندہ کیے گئے ہیں، مٹی کو مٹھی میں پکڑ کر اسکا پرندہ بنایا گیا اور پھونکا گیا تو وہ پرندہ اڑنے لگا۔ بائبل میں ہے کہ پانیوں پہ چل کر دکھایا اور قرآن کریم کی آیات سے اور بائبل سے مجموعی یہ تصویر نکلتی ہے کہ پیدائشی اندھوں کو روشنی عطا کر دی، بصیرت عطا کر دی۔ کوڑھیوں کو ایک دم سے اچھا کر دیا، ماں کے پیٹ سے جذام کی مرضیں لے کر پیدا ہوئے تھے ان کو ایک پھونک سے درست کر دیا۔ حیرت انگیز نشان دکھائے ہیں اور اس کے باوجود کتنے ایمان لانے والے تھے۔ ساری زندگی کی محنتوں کے باوجود ساری زندگی کی نشان نمائی کے باوجود کل بارہ حواری تھے جن میں سے دو نے بدبختی سے دنیا کا خوف کھا کر حضرت مسیحؑ پر لعنت ڈال دی، کل دس رہ گئے۔ اب بتائیے نشان کتنے عظیم الشان کیوں نہ ہوں روز روشن کی طرح کھلے ہوئے آنکھوں کے سامنے ظاہر ہونے والے کیوں نہ ہوں فی الحقیقت ایمان کا تعلق نشان سے نہیں ہے، ایمان کا تعلق خدا کے فضل سے ہے۔ اسی طرح قوموں کی تاریخ کا مشاہدہ کریں فرعون اور اس کے ساتھیوں نے کتنے عظیم الشان معجزے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دیکھے مگر ایمان نہیں لائے۔ قرآن کریم سے پتا چلتا ہے کہ جیسا فرقان آنحضرت ﷺ کو عطا ہوا دنیا میں کبھی کسی کو کبھی بھی ایسا فرقان عطا نہیں ہوا جیسے کھلے کھلے معجزات حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کو عطا فرمائے گئے ویسے کسی اور نبی کو کبھی عطا نہیں کئے گئے۔ ہر پہلو سے وہ روشن نمایاں اور اجل تھے لیکن قرآن کریم ساتھ ہی یہ بیان فرماتا ہے وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا ۚ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ اَنَّهَآ اِذَا جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ (الانعام: ۱۱۰) کہ یہ لوگ محمد مصطفی ﷺ کے مخاطبین بڑی بڑی قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ خدا کی قسم محمدؐ اگر ایک نشان بھی ہمیں دکھا دے، ایک نشان بھی محمدؐ کے ہاتھ میں ہمارے سامنے ظاہر ہو جائے تو ہم ضرور ایمان لے آئیں گے۔ اب بتائیے حضرت محمد

مصطفی ﷺ کے اوپر تو نشانات کی بارش ہو رہی تھی۔آپ ؐ کا وجود خود ایک نشان تھا،عظیم الشان نشان تھا ایسا نشان کہ اس سے بڑھ کر سچائی کا کوئی نشان کبھی پیدا نہیں ہوا جو سرتا پا سچائی تھا۔ادنیٰ سی فراست رکھنے والا انسان بھی جو آنحضرت ﷺ کی زندگی کے کسی دور سے بھی واقف ہو آپ ؐ کو جھوٹا قرار نہیں دے سکتا۔بچپن کے چند لمحے بھی جو اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہوں،آنحضرت ؐ کے بچپن کے چند لمحے تو یہ کہہ ہی نہیں سکتا کہ یہ شخص جھوٹا ہے۔بچوں کے چہروں پہ بھی سچائی لکھی جاتی ہے ان کی فطرت کی پھر جوانی میں بھی وہ سچائی ظاہر ہوتی ہے پھر بڑھاپے میں وہ سچائی ساتھ دیتی ہے۔تو آنحضرت ﷺ کا سب سے بڑا معجزہ تو خود محمد رسول اللہ ﷺ تھے اور ان ظالموں کو دیکھیں کہ گستاخی اور بدتمیزی کی بھی حد ہے،قسمیں کھا رہے ہیں خدا کی اور کہہ رہے ہیں کہ ہاں مان جائیں گے ایک نشان تو دکھاؤ،ایک نشانی بھی نہیں دکھا سکے۔بعض احمدی جب غیر احمدی علماء سے حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق یہ بات کرتے ہیں تو بڑی تکلیف محسوس کرتے ہیں اور کلبلانے لگتے ہیں یہ کیا حرکت کر رہے ہیں کہتے ہیں ایک نشان بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں ظاہر نہیں ہوا۔چنانچہ شرعی عدالت نے یہی بیان دیا ہے کہ مرزا صاحب کے باقی معجزات کی کثرت کا سچا ہونا تو الگ بات ہے ایک بھی پیشگوئی بھی مرزا صاحب کی سچی نہیں نکلی۔

پس یہ سنت الاولین ہے جو اپنے آپ کو دہراتی ہے یہی وہ تقدیر ہے یہی وہ تاریخ ہے جو ہمیشہ اپنے آپ کو دہراتی ہے،اور ہمیشہ لوگ اس کو دیکھنے کے باوجود اندھے ہو جاتے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ تاریخ اپنے آپ کو دہرا رہی ہے۔ فرمایا: قُلْ اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا یُشْعِرُكُمْ ۙ اَنَّهَاۤ اِذَا جَآءَتْ لَا یُؤْمِنُوْنَ کہ ان سے کہہ دو خدا کے پاس نشانوں کی کوئی کمی نہیں ہے۔بے انتہا نشان ہیں سب نشان اس کے پاس ہیں۔وَمَا یُشْعِرُكُمْ تم عقل کے اندھوں کو کس طرح ہم یہ بات سمجھادیں،کیا بات سمجھا سکے گی۔اَنَّهَاۤ اِذَا جَآءَتْ لَا یُؤْمِنُوْنَ کہ جب بھی وہ نشان آئیں گے یہ ایمان نہیں لائیں گے۔اس لیے دیکھیں کتنی نادانی کی اور کتنی غلطی کی جب میں نے آپ سے یہ کہا کہ یہ دعا کریں کہ ایسے معجزے ظاہر ہوں،ایسے نشان ظاہر ہوں کہ یہ سارے ایمان لے آئیں ہرگز نشانوں کو دیکھ کر قومیں ایمان نہیں لایا کرتیں۔اگر نشانوں کو دیکھ کر قومیں ایمان لایا کرتیں تو تمام گزشتہ انبیاء کی تاریخ بالکل مختلف طور پہ ظاہر ہوتی،بالکل اور رنگ میں لکھی جاتی۔اس لیے ایک ہی طریق ہے جس کے ذریعے

آپ خدا تعالیٰ کے فضل کو جذب کر سکتے ہیں اور کسی قوم کو توفیق مل سکتی ہے کہ وہ ایمان لے آئے وہ دعا کا طریق ہے۔ دعا یہ کریں کہ اے خدا! تو اس قوم پر رحم فرما کہ یہ ایمان لے آئے۔ یہ نہیں ہے کہ فلاں بات ظاہر کر دے تو یہ ایمان لے آئے گی، فلاں بات ظاہر کر دے تو یہ ایمان لے آئے گی۔ ایسی دعائیں اکثر بیکار چلی جاتی ہیں اور باتیں ظاہر بھی ہو جاتی ہیں تو پھر بھی وہ نتیجہ ظاہر نہیں ہوتا جو انسان ان باتوں کی طرف منسوب کرتا ہے۔ ایسے بارہا واقعات ہم اپنی زندگیوں میں مشاہدہ کرتے ہیں۔

میں نے آپ کو شاید پہلے بھی ایک دفعہ آپ کو ایک دلچسپ واقعہ سنایا تھا ہم احمدیہ ہوسٹل میں تھے جب چوہدری محمد علی صاحب، مرزا مجید احمد صاحب، میں اور ایک دو اور دوستوں نے فیصلہ کیا کہ ڈلہوزی جا کر برفباری دیکھیں۔ چنانچہ جب ہم نے جائزہ لیا تو پتا چلا کہ فلاں وقت سے فلاں وقت برفباری شروع ہو سکتی ہے اگر بادل آ جائیں تو۔ چنانچہ ہم نے اس وقت میں جبکہ برفباری کے امکانات بڑے روشن تھے پروگرام بنایا اور جب ہم ڈلہوزی جاتے ہوئے بس میں بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے تو وہاں ایک ساتھی سے پوچھا کہ بتائیے ان دنوں میں برف کا امکان ہے تو اس نے کہا اگر بادل آ جائیں تو ضرور برف پڑے گی۔ اس پر کیسی نادانی تھی بچپن کی باتیں ہیں ہم نے یہ دعا کی اے خدا بادل تو بھیج دے برف ہم آپ بنالیں گے اور ایک ہفتہ یا اس سے زائد قیام رہا مسلسل چوبیس گھنٹے بادل رہے ہیں لیکن اولے برسے ہیں برف نہیں پڑی۔ تو ایک گالا بھی برف کا نہیں پڑا اور ہم استغفار بھی کرتے رہے اور ہم ہنستے بھی رہے کہ خدا نے خوب ہمیں سمجھایا ہے کہ ایسی بیوقوفوں والی دعائیں نہ کیا کرو۔

تو جو پچھلی دعا کی تحریک تھی وہ منسوخ سمجھیں کوئی معنی نہیں ہیں اس کے۔ دعا یہی صرف ایک ہی دعا ہے کہ ایک خدا تو دلوں کا مالک ہے، تو قادر و توانا ہے تو رحم کرنے والا ہے۔ عرب کی قوم بھی کب معجزوں کو دیکھ کر ایمان لائی تھی وہ تو محمد مصطفیٰ ﷺ کی دعاؤں ہی کی برکت تھی کہ وہ ایمان لے آئے تھے۔ پس پھر وہ معجزہ دیکھا جو حضرت محمد مصطفیٰ کے وقت میں آپ ؐ کی خاطر دکھایا تھا۔ اب بھی تو آپ ہی کا سلسلہ ہے، اب بھی تو ہماری عزت۔ کا سوال نہیں۔ تمام سلسلہ، تمام کاروبار حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کا سلسلہ اور آپ ہی کا کاروبار ہے۔ پس اے خدا! اس نبی کی قبولیت کی شان کو ایک بار پھر ظاہر فرما دے اور اسی کی برکت، اسی کے پیار کو پیش نظر رکھتے ہوئے تو اس دفعہ پھر یہ معجزہ ظاہر فرما کہ ان مخالفین کے دل بدل جائیں یہ ایمان لے آئیں ہمیں ان کے عذاب میں خوشی نہیں ان کی ہدایت میں خوشی ہے۔ آمین۔